Volume 02, Issue 03,
October-December 2024
PP: 16-29
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

راولپنڈی/اسلام آباد میں فارسی زبان کی ترویج کے ادارے اور ان کی خدمات

Institutions for the Promotion of the Persian Language in Rawalpindi/Islamabad and Their Services

Dr. Arshad Mahmood [1]

Article History

Received
21-10-2024

Accepted
04-11-2024

Published
09-11-2024

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
ASIAN Research Index
Signatory of DORA
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

The rise and fall of languages are linked to the rise and fall of the nations that speak them. A nation that enters a region as a conqueror also establishes its language as a conqueror. The Persian language similarly narrates a story of rise and decline. Even before Maḥmūd Ghaznavī's arrival in the subcontinent, various historical evidences indicate that Persian had already reached certain parts of India. However, when this language set foot in Sindh and Baluchistan with Maḥmūd Ghaznavī, these victorious strides, woven with tales of changing regimes, triumphs, and defeats, ultimately brought it to the status of India's official language. Yet, afterward, the British also entered this subcontinent, took control, and the new language of conquest, English replaced Persian, which had ruled for centuries. During this period, Persian not only influenced the local languages but also contributed to the foundation of a new language. Nevertheless, the number of those speaking and understanding it gradually declined across the Indian landscape. One reason for this was the dominance of English, and another was scientific advancement, which led to the decline of various languages. People turned towards scientific education, and as with many other languages, Persian's learners decreased. After the establishment of Pakistan, Persian remained in the curriculum both as a compulsory and optional subject in Pakistani regions, and in the form of Darī in Baluchistan, it continued as the mother tongue for a few tribes. However, as it lagged in modern advancements, this language was left behind while intellectual pursuits shifted to science and technology. Alongside Rāwalpindī / Islāmābād many large cities and smaller towns in Pakistan still host institutions for promoting Persian which continue efforts to develop the language even today.

Keywords

Persian Language, Mahmud Ghaznavi, Sindh, Baluchistan, English, Mother Tongue, Compulsory and Optional Subject, Science and Technology.

[1] ***Islamabad Model College for Boys, G7,2 Islamabad.***
arshadmahmood041@gmail.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

OPEN ACCESS

برصغیر میں فارسی کی آمد:

فارسی زبان کی تاریخ تو ایران میں آریاؤں کی آمد کے ساتھ ہی شروع ہوتی ہے۔ لیکن برصغیر میں فارسی کی آمد کے بارے میں زیادہ تر محقق اس بات پر متفق ہیں کہ یہ زبان محمود غزنوی کے دور میں برصغیر میں داخل ہوئی اور ترقی کے منازل طے کرتے کرتے آخر سرکاری زبان کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ برصغیر میں فارسی کی آمد کے حوالے سے ڈاکٹر آصفہ زمانی لکھتی ہیں:

"اس زبان نے محمود غزنوی (۳۸۹۔۴۲۱ھ)، (۹۹۸۔۱۰۳۰ء) کی سرپرستی میں اس برصغیر میں قدم رکھا، غزنوی سلاطین کے عہد میں فارسی زبان کی نشوونما کے طور پر لاہور اس کا ابتدائی مرکز قرار پایا۔ سلاطین مغلیہ کے زمانے میں فارسی زبان و ادب نے عروج و ارتقاء کے منازل طے کیے۔ اس دور میں آگرہ اور دہلی کو اس کے عظیم مراکز کی حیثیت حاصل ہوئی۔ فارسی کے ارتقاء میں نوابین اودھ کے زمانے میں صوبہ اودھ اور نظام حیدر آباد کے زمانے میں ریاست حیدر آباد نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور ایک وقت وہ آیا جب فارسی ہندوستان کی ملکی زبان قرار پائی"۔[1]

برصغیر میں مغلوں کے عہد میں زبان فارسی کو جو عروج حاصل ہوا وہ کسی اور دور میں نہیں ہوا۔ مغلوں نے زبانِ فارسی کو ادباء اور مشائخ کی زبان سے بڑھ کر اس زبان کو زبانِ خاص سے زبانِ عام بنانے کے لیے نئے نئے مدارس کھولے اور وہاں پر فارسی کی تدریس کو لازمی قرار دیا۔ اس بارے میں ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی لکھتے ہیں:

"مغلوں کے زمانے میں فارسی کی تدریس پر بھی زیادہ توجہ دی گئی۔ اکبر کے عہد میں چھوٹے چھوٹے دیہات میں بھی مدارس کھولے گئے۔ ان مدارس کے نصاب میں فارسی ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے موجود تھی۔ ان مدارس کے لیے فارسی سکھانے کی بہت سی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ یہ کتابیں عموماً نظم میں تحریر کی گئیں۔ انہیں مختصر منظوم لغت کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس قسم کی پہلی درسی کتاب خالقِ باری ہے جو غلطی سے امیر خسرو کی طرف منسوب رہی ہے لیکن نصاب ناموں میں اس کی اہمیت مسلّم ہے"۔[2]

فارسی زبان ۱۸۳۵ء تک سرکاری زبان رہی لیکن انگریزوں نے جب آہستہ آہستہ برصغیر پر قبضہ کرنا شروع کیا تو سب سے پہلے اردو ہندی تنازعہ کی آڑ میں اُنہوں نے فارسی کی جگہ انگریزی کو سرکاری زبان قرار دیا۔ پھر ۱۸۴۳ء میں سندھ پر اور ۱۸۴۹ء میں پنجاب پر قبضہ کرنے کے بعد مغلوں کے اثرات کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے فارسی زبان کی حکومتی سرپرستی کو بھی مکمل طور پر ختم کر دیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ زبان صرف بزرگانِ دین، مشائخ اور دانشوروں کی ادبی تحریروں تک محدود ہوگئی یا سکولوں کالجوں میں اختیاری مضمون کی صورت میں اس کا وجود قائم رہا۔

فارسی زبان کے اس طویل سفر کو پروفیسر سید امداد علی شاہ صفدر مختصراً اس طرح بیان کرتے ہیں:

"سامانی دور میں فارسی شاعری دیہاتی علاقوں میں، باغوں میں، سبزہ زاروں میں زندگی بسر کرتی نظر آتی ہے۔ غزنوی دور میں شاہی دربار کے علاوہ چھاؤنی اور میدانِ جنگ میں ہم اسے وقت گزارتے دیکھتے ہیں۔ سلجوقی دور میں خانقاہوں میں اور مدرسوں میں نظر آتی ہے۔ تیموری دور میں مصوروں، نقاشوں اور موسیقی دانوں کو ہم نشیں دیکھتی ہے۔ صفوی دور میں ایرانی دربار سے نکالی جاتی ہے اور مسجدوں، مدرسوں اور عزاخانوں، فلسفیانہ اور واعظانہ ماحول میں اور کبھی کبھی قہوہ خانوں میں دیکھی جاتی ہے۔ اس دور میں ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان میں سلاطین مغلیہ کے درباروں میں امیرانہ زندگی بسر کرتی ہے اور جواہرات سے اس کا منہ بھرا جاتا ہے۔ نادر شاہ کے زمانے میں اس کا سرمایہ لُٹنا شروع ہوتا

ہے۔ قاچاری دور تک یہی بے سروسامانی کا عالم رہتا ہے۔ اس دور میں مغربی تمدن کے جلوے اسے خیرہ کرتے ہیں اور جدید دور میں اپنا قدیمی لباس ترک کر کے فرنگی لباس زیب تن کر لیتی ہے"۔ [3]

قیامِ پاکستان کے بعد فارسی بلوچستان میں ایک دو قبیلوں کی مادری زبان کی صورت میں موجود ہے۔ لیکن پورے پاکستان میں اس کے سمجھنے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے والے آج بھی موجود ہیں مگر بہت ہی کم۔

راولپنڈی، اسلام آباد کی تاریخی اہمیت اور زبانِ فارسی کی ترویج:

تاریخ شاہد ہے کہ فارسی زبان صدیوں تک ہندوستان کی سرکاری زبان رہی ہے اور اس زبان کو سنوارنے میں ہندوستانیوں کی بہت خدمات ہیں بلکہ خود ایرانیوں نے ہندوستانیوں کی ان خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ شاید اسی کے سبب یہ روایت ہے کہ "شاہ عباس بزرگ کہا کرتا تھا کہ ابو الفضل علامی کے قلم سے جتنا خوف اور ڈر لگتا ہے۔ اتنا اکبر کی تلوار سے نہیں۔ [4]

قیامِ پاکستان کے بعد لاہور فارسی زبان و ادب کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس کے علاوہ پاکستان کے دوسرے شہروں ملتان، کوئٹہ اور پشاور بھی فارسی ادبیات کا مرکز بنے رہے۔ ان شہروں میں راولپنڈی اور بعد میں اسلام آباد کا شہر بھی فارسی زبان کا ایک بڑا مرکز رہا ہے۔ راولپنڈی، اسلام آباد میں بعض تو وہ ادباء ہیں جو شروع سے ہی راولپنڈی میں مقیم تھے اور بعض وہ جو دوسرے شہروں سے آکر یہاں آباد ہوئے۔ پہلے یہاں کا ادب صرف سی حرفی اور بیت کی صورت میں موجود تھا مگر ان شعراء نے "پوٹھوہاری زبان میں اردو اور فارسی زبان کی مروجہ اصناف کے تجربات شروع کیے"۔ [5] اس طرح یہاں کے ادباء و فضلاء نے فارسی زبان اور اس کی ادبی اصناف کو راولپنڈی، اسلام آباد کی مجالس کا حصہ بنایا۔

خطۂ پوٹھوہار کا شہر راولپنڈی عہد قدیم سے ہی پوٹھوہاری تہذیب و ثقافت کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔ شمال مغرب سے ہندوستان پہنچنے کے راستے پر واقع ہونے کے باعث اسے پاکستان کی ابتدائی تاریخ میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ قدیم یونانی، تورانی، ایرانی رکشان اور ہن حملہ آوروں کے علاوہ محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، تیمور اور بابر سب راولپنڈی ہی سے گزر کر برصغیر کے قلب تک پہنچے۔ اس علاقے میں ایرانی تہذیب و ثقافت کی تاریخ کا کھوج لگاتے ہوئے صفدر شاہد لکھتے ہیں:

> "اشوک کے عہد میں یونانیوں کے علاوہ ایرانی اثر بھی نظر آتا ہے۔ اشوک نے کالنگا کی جنگ (۲۶۲ ق م) کے بعد بدھ مت قبول کر لیا اور ساری سلطنت کا یہی مذہب قرار دیا۔ تو یہاں کئی بدھ سٹوپا اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں جس کے آثار آج بھی اسلام آباد کے نواح میں پائے جاتے ہیں۔ راولپنڈی میں دو بڑے ٹوپ (ٹیلے) تھے۔ جن میں سے ایک ٹوپ پر ایوب نیشنل پارک تعمیر ہوا۔ یہ پہلے ٹوپی رکھ (ٹیلے پر درختوں کا جھنڈ) یا ٹوپی پارک کہلاتا تھا۔ دوسرا ٹوپ، تھوپی کے نام سے مشہور تھا جو سڑک پر شہر سے پانچ میل دور واقع تھا"۔ [6]

کئی دوسرے حوالوں سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ یہ شہر انتہائی قدیم تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے۔ تاریخ میں اس کے مختلف نام ملتے ہیں جن میں "راول دیس" ایسا نام ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہی ماضی کا "راول دیس" آج کا "راولپنڈی" ہے۔

انگریزوں کی آمد کے بعد اس علاقے کو اور بھی اہمیت حاصل ہوگئی جب یہاں پر انگریزوں نے "اپنا چوتھا لیکن سب سے بڑا اور سب سے اہم فوجی مرکز قائم کیا جو ناردرن کمانڈ کہلاتا تھا"۔ [7] قیامِ پاکستان کے بعد ان عمارات میں پاکستانی افواج نے اپنے دفاتر قائم کر کے اس شہر کی اہمیت کو اور بھی بڑھا دیا۔ "۱۹۵۹ء میں اس کی قسمت نے یکایک ایک بہت بڑا پلٹا کھایا اور اس کے قریب ہی نئے دار الحکومت کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا"۔ [8] یہ شہر اسلام آباد کے نام سے آباد ہوا۔ جو آج پاکستان کا بہت بڑا تہذیبی و ثقافتی اور علمی گہوارہ بن چکا ہے۔

کرم حیدری کے مطابق" اس علاقے کی آب وہوا بحیرہ روم کے قدرتی خطے کی آب وہوا جیسی ہے"۔[9] یعنی موسم گرما شدید گرم ہوتا ہے اور موسم سرما شدید سرد ہوتا ہے زیادہ تر بارشیں بھی موسم سرما ہی میں ہوتی ہیں۔ یہاں کی مقامی زبان" پوٹھوہاری" کہلاتی ہے۔ تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ "پوٹھوہار کے علاقے میں جو پراکرت بولی جاتی تھی اس پر فارسی زبان کے عمل دخل سے پوٹھوہاری زبان وجود میں آئی"۔[10] فارسی کے یہ اثرات صرف پراکرت پر ہی نہیں آئے بلکہ برصغیر کی عام زبانوں میں اس کے اثرات موجود ہیں اردو کا نصف سے زیادہ فارسی پر مشتمل ہے۔ اس کے "علاوہ براہوی، بلوچی، پشتو اور سندھی پر بھی فارسی کی چھاپ موجود ہے"۔[11]

پنجابی زبان نے بھی فارسی کے اثرات کو بہت زیادہ قبول کیا۔ بلکہ پنجابی صوفیاء کی شاعری میں تو فارسی الفاظ و محاورات بکثرت موجود ہیں پنجابی اور فارسی کے بعض ضرب الامثال بھی مشترک ہیں جس سے یہ اثرات اور بھی واضح نظر آتے ہیں۔ مثلاً پنجابی کی ضرب المثل ہے کہ:

"وارث رن، فقیر، تلوار، گھوڑا چارے تھوک ایہہ کسے دے یار نائیں"

یہی ضرب المثل فارسی میں کچھ اس طرح سے ہے:

"اسپ وزن و شمشیر وفادار کہ دیدہ؟ (دری)"

اسی طرح پنجابی میں

"حلوہ آکھیاں منہ مٹھا نہیں ہوندا"

ایک زبان زدِ عام ضرب المثل ہے جو کہ فارسی میں بھی اس طرح سے موجود ہے:

"باحلوا گفتن دہن شیرین نمی شود"

پوٹھوہاری زبان کے بیت اور سی حرفی بھی فارسی الفاظ و محاورات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ فارسی کے ان اثرات سے نہ صرف پاکستانی زبانیں بلکہ بھارت کی بھی کئی زبانیں خاص کر ہندی زبان بھی خالی نہ رہی۔ لیکن بقول مولوی فیروز الدین:

> یہ امر یقیناً اندوہناک ہے کہ ہندوستان یا بھارت میں فارسی جسے کسی زمانے میں ہندوؤں نے اپنے لیے سرمایہ تہذیب وتمدن خیال کرتے ہوئے اپنا لیا تھا اور آج بھی ان کی زندگی کے بیشتر شعبے اس کے اثر سے آزاد نہیں ہیں۔ فارسی کو اسلامی عہد کی یادگار تصور کرتے ہوئے تنگ نظری کی بنا پر اپنی مختلف زبانوں خصوصاً ہندی سے خارج کر رہے ہیں۔[12]

صرف بھارت سے نہیں بلکہ قیام پاکستان کے بعد سے پاکستان کے علاقوں سے بھی فارسی کی ہجرت کا سلسلہ زور پکڑ گیا۔ تعلیمی اداروں میں اس کی تدریس اختیاری مضمون کی حیثیت اختیار کر گئی۔ ۱۹۷۹ء کی تعلیمی پالیسی میں قومی زبان کو ذریعہ تعلیم اور عربی زبان کو بطور لازمی مضمون نصاب میں شامل کیا گیا تو فارسی زبان پس پردہ چلی گئی۔ ملکی سطح پر سکولوں میں اردو اور انگریزی کے بعد صرف ایک زبان عربی کی تدریس کی وجہ سے فارسی کی ترویج بنیادی سطح پر بہت متاثر ہوئی۔

راولپنڈی / اسلام آباد کے اداروں سے بھی قیامِ پاکستان کے بعد فارسی کی تدریس آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی اور اس کی جگہ عربی نے لے لی۔ موجودہ وقت میں عربی کی تدریس کو بھی کمپیوٹر اور دوسرے فنی مضامین نے متاثر کیا ہے اور اب اس کی تدریس بھی صرف دینی مدارس تک محدود ہوتی جا رہی ہے۔

فارسی کی تدریس کے اس زوال کے دور میں بھی راولپنڈی / اسلام آباد میں اب بھی ایسے ادارے موجود ہیں جو فارسی زبان کی ترویج میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان میں کالج، یونیورسٹیاں مختلف دینی مدارس، خانۂ فرہنگ ایران اور مرکز تحقیقات زبان فارسی شامل ہیں۔ ذیل کی سطور میں ان تمام اداروں کی فارسی کی ترویج کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، راولپنڈی:

فارسی زبان کی تدریس، اشاعت اور ترویج کے لیے خانۂ فرہنگ کا قیام ۱۹۶۸ء میں حکومتِ ایران کی طرف سے راولپنڈی میں عمل میں آیا۔ فارسی زبان اور ایرانی تہذیب و ثقافت کی ترویج و اشاعت کے لیے اس ادارے نے نہایت اہم اور کلیدی کردار ادا کیا ہے اور کر رہا ہے۔ فارسی بول چال سکھانے کے لیے یہاں ایک سال کا کورس کرایا جاتا ہے۔ یہ کورس ۳۔۳ ماہ کے ۴ سمسٹرز پر مشتمل ہے۔

- پہلا سمسٹر: مقدماتی اول
- دوسرا سمسٹر: مقدماتی دوم
- تیسرا سمسٹر: متوسطہ
- چوتھا سمسٹر: پیشرفتہ

پہلے یہاں پر آصفہ کی گلشنِ فارسی کی تینوں جلدیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اب ڈاکٹر مقدم صفارزادے کی کتاب ''زبانِ فارسی'' کی ۴ جلدیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ہر جلد ۱۶ اسباق پر مشتمل ہے اور ایک سمسٹر میں ایک جلد پڑھائی جاتی ہے۔ ہر جلد کے ساتھ ایک ورک بک بھی ہوتی ہے۔ اس کا باقاعدہ سافٹ ویئر بھی موجود ہے۔ یہاں ۲۰۰۰ء میں فاصلاتی نظامِ تعلیم کے ذریعے بھی فارسی سکھانے اور اس کی ترویج کی کوشش کی گئی اور اخبار کے ذریعے فارسی کی تدریس کا تجربہ کیا گیا مگر یہ تجربہ کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر چند سال پہلے ہفت روزہ ''اطلاعات'' کے ذریعے بھی یہ کوشش دوبارہ کی گئی مگر یہ ہفت روزہ بھی صرف ایک سال تک جاری رہ سکا اور اس کے بعد آج تک اس کی اشاعت دوبارہ نہیں ہو سکی۔

درسی کتب کی تدریس کے علاوہ یہاں کلاس میں سیٹیلائٹ کے ذریعے ایرانی چینلز کے پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں تاکہ طلبہ فارسی بول چال کے ساتھ ساتھ فارسی کا صحیح لہجہ اور تلفّظ بھی سیکھ سکیں۔ بعض دفعہ فارسی فلموں کا بھی سہارا لیا جاتا ہے۔ ان فلموں میں ساری کہانی انگریزی میں بھی فٹ نوٹ کی صورت میں موجود ہوتی ہے تاکہ طلبہ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

ایرانی تہذیب و ثقافت کے فروغ کے لیے خانۂ فرہنگ نے مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں "ایران روم (Iran Room)" قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں پر مکمل ایرانی ثقافت کو عیاں کیا گیا ہے۔ ان اداروں میں گورنمنٹ موہن پورہ کالج فار ویمن راولپنڈی، گورنمنٹ کالج فار ویمن پشاور روڈ راولپنڈی اور اسلام آباد میں نمل یونیورسٹی شامل ہیں۔ ان اداروں کے علاوہ اسلام آباد کے سیکٹر ایف۔6 میں ایک کلچرل کونسلیٹ بھی قائم کیا گیا ہے۔ جو ایرانی تہذیب و ثقافت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

مغلیہ دور سے فارسی کی تدریس کا ایک اہم پہلو خوش خط نویسی تھا اسی کی بدولت خطِّ نستعلیق، خطِّ نسخ، خطِّ گلزار، خطِّ طاؤس اور اسی طرح کے دوسرے خط وجود میں آئے۔ فارسی کی ایک کہاوت عوام میں بہت مقبول تھی کہ:

گر تو می خواہی کہ باشی خوشنویس
می نویس و می نویس و می نویس

اس تاریخی روایت پر عمل کرتے ہوئے خانۂ فرہنگ میں 6 ماہ کی خطاطی کی کلاس بھی ہوتی ہے۔ جس میں دو دو ماہ کے 3 سمسٹرز ہوتے ہیں۔

- پہلا سمسٹر: مفردات (حروفِ تہجی)
- دوسرا سمسٹر: مرکبات (جوڑ)
- تیسرا سمسٹر: پیراگراف / اشعار

اس کلاس میں طلبہ کو اردو، خطِ نستعلیق سکھایا جاتا ہے۔ خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران میں لائبریری اور آڈیو سیکشن بھی موجود ہے جہاں فارسی، اردو، انگریزی، عربی کتب اور ایرانی فیچر فلمیں (اردو / انگریزی میں ڈب شدہ) دستاویزی فلمیں، بین الاقوامی قرآء کی سی ڈیز اور سافٹ ویئر بھی دستیاب ہیں۔ فارسی زبان کی ترویج کے لیے خانۂ فرہنگ کی مزید کوششیں درج ذیل ہیں:

- فارسی اساتذہ کے لیے مختلف ریفریشر کورسز کا اہتمام کرنا
- پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے ایران جانے والوں کو رہنمائی دینا
- فارسی زبان کے حوالے سے ہونے والے پروگراموں کی حوصلہ افزائی کرنا
- راولپنڈی کے مختلف کالجز میں کوئز کے اولمپک مقابلے منعقد کرانا
- مختلف کالجز میں اساتذہ کے لیے مقالے کی کلاس منعقد کرنا
- فارسی اور اردو زبان کے مشاعرے کرانا
- اردو اور فارسی کے تراجم کرانا
- فارسی اور اردو کی کتابوں کی تقریب رونمائی منعقد کرنا

خانۂ فرہنگ کے دوسرے سنٹرز لاہور، کراچی، ملتان اور حیدر آباد میں بھی فارسی کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں۔ خانۂ فرہنگ کی فارسی کی ترویج کی ان خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے ایم۔ فل کی سکالر خانم ناہید اس پر ایک مقالہ بھی لکھ چکی ہیں۔ جو خانۂ فرہنگ کے حوالے سے اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد:

مرکز تحقیقات فارسی ۱۹۶۹ء میں راولپنڈی میں قائم ہوا لیکن ۱۹۸۲ء میں اسے اسلام آباد منتقل کر دیا گیا۔ مرکز کا بنیادی اور اہم کام ایران اور پاکستان کے ثقافتی ورثے کے امین فارسی زبان و ادب کے نایاب خطی نسخوں کو اکٹھا کرنا، اُن کو محفوظ بنانے کے لیے اقدامات کرنا اور اگر ممکن ہو تو کتابی شکل میں ان کی اشاعت کو یقینی بنانا ہے۔ اب تک ایسے تقریباً ۲۰ خطی نسخوں کو کتابی شکل میں محفوظ کر کے شائع کیا جا چکا ہے۔

مرکز تحقیقاتِ فارسی میں "کتابخانۂ گنج بخش" کے نام سے ایک بہت بڑی لائبریری بھی موجود ہے۔ اس لائبریری میں ہزاروں نادر اور نایاب کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس میں زبان و ادبیاتِ فارسی کے حوالے سے تقریباً ۲۲ ہزار خطی نسخے اور ۳۵ ہزار کے قریب دوسری چھپی ہوئی نایاب کتب موجود ہیں۔ ان کے علاوہ فارسی زبان و ادب کے اخبارات اور رسائل و جرائد کا بھی ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

اس کے علاوہ مرکز، مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں فارسی کی تدریس کے لیے بھی معاونت فراہم کرتا ہے۔ ان سطحوں پر فارسی زبان و ادب میں تحقیق کرنے والے طلبہ کی بھی مرکز حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ فارسی زبان و ادب کے حوالے سے سیمینار بھی منعقد کرائے جاتے ہیں۔ اس طرح مرکز نہ صرف قدیم و جدید فارسی سے اپنا تعلق قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ فارسی زبان ادب کی ترویج و اشاعت کی بھی ایک بہت بڑی خدمت انجام دے رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "مرکز" کی خدمات کو مختصراً یوں بیان کرتے ہیں:

> "یکی از خدمات بسیار مہم و ارزندۂ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، چاپ و انتشار کتاب ہای مفید ادبی، فرہنگی، تاریخی، عرفانی، طبیؒ، علوم قرآنی، کتاب شناسی، تذکرۂ شاعران، احوال و آثار ادیبان و سخنوران، فہرست نسخہ ہای خطّی، فہرست کتاب ہای چاپی، دیوان شاعران، مثنوی ہای داستانی و عرفانی، رسالہ ہای دکتری و امثال آن است۔ در مدت ۳۰ سال بلکہ

۳۲سال، انتشارات مرکز تحقیقات فارسی به ۱۷۸عنوان رسیده است وہر گاه این عناوین رابه سال ہای عمر مرکز تقسیم کنیم ،تقریباًہر سال ۶ کتاب ارزشمند نشر داده است "۔[13]

مرکز کی ان خدمات کے علاوہ سہ ماہی "دانش" کی اشاعت بھی فارسی زبان وادب کی ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ یہ جریدہ مکمل طور پر فارسی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ ابتداء میں اس جریدے میں اردو اور انگریزی زبان کی تحریروں کے لیے بھی گوشے مختص ہوتے تھے مگر اب زیادہ حصہ فارسی تحریروں اور مقالہ جات پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں فارسی ادباء و شعراکا کلام اور تحقیقی مقالہ جات فارسی زبان کی ترویج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

فارسی کی ترویج میں راولپنڈی / اسلام آباد کی یونیورسٹیوں کا کردار:

ایک اندازے کے مطابق ایران، افغانستان اور وسطی ایشیاء میں تقریباً ۱۲۰ ملین سے زائد لوگ فارسی زبان بولتے ہیں۔ راولپنڈی، اسلام آباد میں یونیورسٹی کی سطح پر اس کی تدریس اور ایران کلچر سنٹرز نے اس کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں کی تدریس اور ترویج کے حوالے سے نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز(نمل) اسلام آباد کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس یونیورسٹی میں دُنیا کی کئی مختلف زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ یہ یونیورسٹی ۱۹۷۰ء میں قائم ہوئی جس میں ابتداء ہی سے فارسی زبان کا شعبہ قائم کیا گیا۔ ابتداء میں فارسی کی تدریس چھوٹی جماعتوں تک تھی مگر ۳سال کے عرصہ میں ہی زبان و ادبیات کی اعلیٰ جماعتوں تک بھی تدریس ہونے لگی۔ آج یہ یونیورسٹی فارسی زبان کے حوالے سے ایک بہت بڑی یونیورسٹی بن چکی ہے۔ آغاز میں فارسی زبان کی تدریس کے لیے یونیورسٹی کے پاس وسائل موجود نہ تھے اور مسائل بہت زیادہ تھے۔ مسائل پر قابو پانے اور فارسی کی تدریس اور ترویج کے لیے "مرکز تحقیقاتِ فارسی" نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔

مرکز کی نمل کے لیے ان خدمات کے حوالے سے نمل یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی کے سربراہ ڈاکٹر مہر نور محمد خان لکھتے ہیں:

> "زبان فارسی اولین زبانی بود کہ تدریس آن دراین مؤسسۂ ملّی زبانہا، آغاز گردید۔ درواقع می توان گفت کہ مؤسسۂ ملّی زبانہا باگشایش رشتۂ فارسی بنیاد یافت۔ درآن زمان مؤسسۂ ملّی زبانہا زیاد سر وسامانی نداشت۔ دراین برہۂ حساس مسؤلان مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان برای راہ اندازی کلاس زبان فارسی بہ طور موفقیت آمیز و تحکیم و تقویت رشتۂ فارسی بیار کوشش و تلاش نمودند و پایہ ہای قابل ستایش ہمکاری و تعاون رابنیان گذاشتند۔ مرکز تحقیقات، علاوہ بر تامین استاد، تمام و سایل ضروری مانند لوازم تحریر وصندلی ومیز وکتاب وقفسہ وغیرہ راتدارک دید"۔[14]

مرکز تحقیقاتِ فارسی کی کوششوں سے فارسی زبان کو عروج حاصل ہوا اور یونیورسٹی میں ابتدائی کورسز کے بعد اعلیٰ تعلیم بھی دی جانے لگی۔ نمل یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کو اس وقت مزید غیر معمول ترقی حاصل ہوئی جب ۱۹۸۴ء میں ڈاکٹر شگفتہ، ڈاکٹر سید سراج الدین اور کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر کلثوم سید اور ڈاکٹر مہر نور محمد خان اس شعبہ سے منسلک ہوئے۔ اسی دور میں اس یونیورسٹی میں فارسی کی علمی اور تحقیقی تعلیم کا آغاز ہوا۔ لیکن بعد میں شعبہ کا باقاعدہ سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے طلبہ کی تعداد میں کمی آتی گئی۔ ۱۰سال پہلے یہ شعبہ بالکل غیر فعال ہو گیا۔ مختلف جماعتوں میں طلبہ کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد شعبہ کے مدیر کا دوبارہ چناؤ عمل میں لایا گیا۔ اور ڈاکٹر خاتمی کی کوششوں سے اس شعبہ کو دوبارہ ترقی کا موقع ملا۔

اس وقت یونیورسٹی میں دری زبان میں ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ کورسز کے علاوہ بی۔ ایس (آنرز)، ایم۔ اے، ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی سطح تک فارسی کی تدریس بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ ان تدریسی کوششوں کے علاوہ بھی یونیورسٹی کئی طرح سے فارسی زبان کی ترویج کے لیے اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- طلبہ کی زبان دانی کی مہارتوں میں بہتری پیدا کرنا۔ اس مقصد کے لیے حکومتِ ایران کے تعاون سے یونیورسٹی میں ایک نئی Language Lab قائم کی گئی ہے
- طلبہ اور اساتذہ کی فارسی زبان وادب کی تحقیق میں مدد فراہم کرنا
- طلبہ کی مشاورت کے لیے کمیٹی کا قیام
- فارسی شعبہ کے اساتذہ کی تدریسی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے حکومتِ ایران کے تعاون سے پاکستان اور ایران میں مختلف ریفریشر کورسز، ورکشاپس، کانفرنسز اور سیمینارز کا اہتمام کرنا

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نمل یونیورسٹی فارسی زبان کی ترویج میں اہم کردار ادا کرنے والا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ جس نے فارسی زبان کی ترویج کو ہر سطح پر آسان اور مفید بنانے کی کوشش کی ہے اور آج بھی یونیورسٹی میں فارسی زبان کے حوالے سے سندی اور غیر سندی تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔

اسلام آباد میں فارسی کی ترویج کے لیے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بھی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ۱۹۸۰ء (بمطابق یکم محرم ۱۴۰۱ھ) میں قائم ہوئی۔ اس کے قیام کا مقصد مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا تھا۔ شروع میں اس یونیورسٹی میں فارسی کا شعبہ موجود نہ تھا۔ جنوری ۲۰۰۱ء میں بورڈ آف گورنرز کی ایک میٹنگ میں فارسی کا شعبہ قائم کرنے کا منصوبہ پیش کیا گیا۔ اس سلسلے میں باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں ڈاکٹر حسن بندری پور کو فارسی کا نصاب ترتیب دینے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ پھر اکیڈمک کونسل کی بائیسویں میٹنگ میں اس نصاب کی باقاعدہ منظوری دے دی گئی اور یوں ستمبر ۲۰۰۲ء سے فارسی شعبہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ڈاکٹر حسن بندری پور اس شعبہ کے پہلے انچارج مقرر ہوئے۔ ۲۰۰۶ء میں پہلے گروپ نے فارسی زبان میں اپنی گریجویشن مکمل کی۔

اس وقت یونیورسٹی میں بی۔ اے (آنرز)، ایم۔ اے، ایم۔ فل اور پی ایچ ڈی سطح پر فارسی کی تدریس جاری ہے۔ یونیورسٹی میں پیش کیے جانے والے فارسی کورسز کے درج ذیل اغراض و مقاصد ہیں:

- فارسی کی بطور زندہ زبان کے تدریس کرنا
- فارسی ادب کے مختلف ادوار اور تحریکات کی تدریس کرنا
- ریسرچ اسکالرز کی ضروریات کو پورا کرنا
- فارسی بولنے والے لوگوں اور یونیورسٹی کے مابین ایک مضبوط رشتہ قائم کرنا

اس یونیورسٹی میں نہ صرف پاکستانی طلبہ بلکہ بیرونی ممالک سے بھی طلبہ حصول علم کے لیے آتے ہیں۔ جس سے اس یونیورسٹی کی بین الاقوامی شہرت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ان دو یونیورسٹیوں کے علاوہ وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں بھی ایم۔ فل اردو کے تیسرے سمسٹر میں ''فارسی زبان و ادب'' کا ایک پرچہ شامل ہے۔ جس میں ایم۔ فل کے طلبہ کو فارسی زبان کی تاریخ، ادب اور اس کی گرامر مختصراً پڑھائی جاتی ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بھی ایم۔ اے اردو کے نصاب میں ایک پرچہ فارسی زبان و ادب کا شامل کیا ہے۔ جو کہ فارسی زبان، ادب، تاریخ، گرامر اور اردو پر فارسی کے اثرات کے عنوانات میں منقسم ہے۔ یہاں پہلے ایف۔ اے اور بی۔ اے کی سطح پر فارسی موجود تھی مگر اب صرف ایم۔ اے اردو میں ہی باقی ہے۔

فارسی کی ترویج میں راولپنڈی / اسلام آباد کے کالجوں کا کردار:

سکولوں کالجوں کی سطح پر گو کہ فارسی کی تدریس بہت حد تک ختم ہو چکی ہے۔ مگر راولپنڈی / اسلام آباد کے بعض کالجز اب بھی فارسی زبان کی تدریس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کالجز میں فارسی پڑھنے والے طلبہ کی تعداد بہت کم ہے اور فارسی بھی صرف درسی ضروریات کے تحت ہی پڑھائی جاتی ہے۔ ان کالجز میں ایک اہم اور قدیم نام گورنمنٹ گارڈن کالج راولپنڈی کا ہے۔ یہاں پر ایف۔ اے اور بی۔ اے کی سطح پر فارسی کا باقاعدہ مضمون موجود ہے جبکہ ایم۔ اے اردو میں ایک پرچہ عربی اور فارسی زبان کا ہونے کے باعث اس سطح پر بھی فارسی جزوی طور پر پڑھائی جاتی ہے۔

گورنمنٹ اصغر مال کالج راولپنڈی میں بھی چند طلبہ تک محدود فارسی کی تدریس ہو رہی ہے۔ یہاں بھی فارسی کی تدریس ماضی میں زیادہ رہی ہے مگر اب صرف بی۔ اے کی سطح پر آپشنل مضمون کی صورت میں اور ایم۔ اے اردو کے نصاب میں عربی فارسی کے پرچے میں جزوی طور پر پڑھائی جا رہی ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں چند سال پہلے تک تو فارسی کی تدریس گو کہ چند طلبہ تک محدود تھی مگر فارسی زبان درسی ضروریات کی حد تک سکھانے میں معاون تھی مگر اب یہاں نہ تو فارسی کے اساتذہ ہیں اور نہ طلبہ۔

راولپنڈی کے چند ویمن کالجز میں بھی فارسی کی تدریس جاری ہے۔ ان میں گورنمنٹ سیٹلائٹ ٹاؤن کالج برائے خواتین راولپنڈی ایک اہم ادارہ ہے۔ یہ ادارہ ۱۹۵۰ء میں قائم ہوا اور تاحال دوسرے علوم کی تدریس و اشاعت کے ساتھ فارسی زبان کی تدریس و ترویج میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کالج میں فارسی کی تدریس اور نصاب کے حوالے سے زاہدہ لودھی لکھتی ہیں:

> "دانشکدۂ مورد بحث ما کہ اسم آن "دانشکدۂ دختران ستلائت تاون راولپندی" است در سال ۱۹۵۰م تأسیس شد۔ ہم اکنون زبان فارسی در این دانشگاہ بہ عنوان واحد انتخابی و اختیاری تدریس می شود۔ درس انتخابی در ہر دو مرحلۂ دانشکدہ کلاس یازدہم تا دوازدہم و کلاس سیزدہم تا چہاردہم دایر است و برنامۂ درسی آن دستور، انشاء ترجمہ و متون منتخب از نثر و نظم فارسی را شامل است۔ گذشتہ از این، درس اختیاری فارسی در دورہ کارشناسی وجود دارد۔ برنامۂ این درس بر اساس کتابی است کہ حاوی حکایاتی چند از گلستان سعدی و بعضی اشعار دکتر محمد اقبال لاہوری، شاعر ملی پاکستان و اشعار دیگری می باشد۔ دانشجویان این درس را برای مطالب آموزندہ و اخلاقی، زیاد دوست دارند"۔[15]

اس کے علاوہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین پشاور روڈ راولپنڈی اور گورنمنٹ موہن پورہ ڈگری کالج برائے خواتین راولپنڈی میں بھی فارسی زبان کی تدریس ایف۔ اے اور بی۔ اے کی سطح پر اختیاری اور آپشنل مضمون کی صورت میں جاری ہے۔ اس کے علاوہ ان دو کالجز میں خانۂ فرہنگ کے تعاون سے ایرانی ثقافت کو روشناس کرانے کے لیے "ایران روم" بھی قائم ہیں۔ جہاں پر ایرانی ثقافت کے نمونے موجود ہیں۔

اسلام آباد میں دو کالجز اسلام آباد ماڈل پوسٹ گریجویٹ کالج ایچ۔8 اور اسلام آباد ماڈل کالج ایچ۔9 میں فارسی کی تدریس ہو رہی ہے۔ ایچ۔9 کالج میں تو پہلے ایف۔ اے میں بھی فارسی کی تدریس موجود تھی مگر اب اساتذہ کی کمی کے باعث صرف بی۔ اے کی سطح پر فارسی آپشنل مضمون کی صورت میں پڑھائی جا رہی ہے۔ ایچ۔8 کالج میں بھی ایف۔ اے اور بی۔ اے کی سطح پر درسی ضروریات کے تحت فارسی زبان کی تدریس جاری ہے۔

فارسی کی ترویج میں راولپنڈی / اسلام آباد کے سکولوں کا کردار:

قیام پاکستان کے بعد سکول میں فارسی کی تدریس چھٹی جماعت سے شروع ہو جاتی تھی جو کہ آٹھویں جماعت تک لازمی اور اس کے بعد کی جماعتوں میں اختیاری ہوتی تھی۔ لیکن پھر وقت کے ساتھ ساتھ دوسرے سائنسی علوم کی ترقی نے فارسی کی اہمیت کو کم کر دیا۔ مزید ۱۹۷۹ء کی تعلیمی پالیسی میں جب اردو کو ذریعۂ تعلیم اور عربی کو سکول سطح پر لازمی مضمون قرار دیا گیا۔ تو فارسی کو مزید دھچکا لگا اور یہ مزید پستی کی طرف چلی گئی اور رفتہ رفتہ پورے ملک کی طرح راولپنڈی / اسلام آباد کے سکولوں سے بھی فارسی مکمل طور پر ختم ہو گئی۔

تقریباً ایک عشرہ پہلے حکومت کے "ایجوکیشنل ریفارم پروگرام" کے تحت وفاقی سطح پر موجود شعبہ نصاب سازی نے چھٹی سے بارہویں جماعت تک کے لیے فارسی کو بطور اختیاری مضمون لانے کے لئے نصاب سازی کا عمل مکمل کر لیا تھا۔ اس سے اُمید کی جانے لگی تھی کہ مستقبل قریب میں سکولوں میں بنیادی طور پر فارسی کی تدریس جب شروع ہو جائے گی تو یقیناً اعلیٰ سطح پر بھی فارسی زبان کی تدریس اور ترویج میں مدد ملے گی۔ لیکن تاحال اس منصوبے پر عمل درآمد ممکن نہیں ہو سکا۔

رومی فورم:

اسلام آباد کے سیکٹر ایف 10 میں "رومی فورم" کے نام سے ایک فورم بھی موجود ہے۔ اس فورم کا درس و تدریس یا زبان و ادب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک انٹرنیشنل کلچرل فورم/ڈائیلاگ فورم ہے۔ لیکن فارسی زبان کے ذکر میں اس کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ فارسی زبان و ادب میں مولانا جلال الدین رومی کا نام ایک معتبر نام ہے جو نہ صرف زبان و ادب کے حوالے سے بلکہ دینی تعلیمات کے فروغ کے حوالے سے اپنا ثانی نہیں رکھتے اور جن کو اقبال نے اپنا "مرشد" مانا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی ۶۰۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ ہجرت کر کے مستقل طور پر قونیہ میں مقیم ہوئے۔ آپ نے وہیں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ پہلے قونیہ کا علاقہ سلطنت روم کا حصہ تھا اس لیے آپ کو رومی کہا جاتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں قونیہ ترکی کا شہر ہے۔ اس لیے "رومی فورم" مولانا رومی کو ترکی کا گردانتے ہوئے ان کے علم و ادب کو ترکی علم و ادب اور ترکی کلچر کا حصہ قرار دیتا ہے۔

فارسی کی ترویج میں راولپنڈی / اسلام آباد کے دینی مدارس کا کردار:

دینی علوم کی اشاعت میں دینی مدارس کا کردار شروع سے ہی قابلِ ستائش رہا ہے۔ کیونکہ دینی علوم کا زیادہ حصہ عربی اور فارسی زبان میں موجود ہے۔ اس لیے بعض فقہی مدارس بھی عربی اور فارسی کی تدریس کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں عربی اور فارسی کے فاضل کورسز کے علاوہ یہ مدارس عالم کا ۹ سالہ کورس بھی "تنظیم المدارس بورڈ" کے تحت کراتے ہیں۔ کیونکہ برصغیر کے اولیاء کرام، بزرگانِ دین اور مشائخ نے زیادہ تر انہی زبانوں کو اشاعتِ دین کا حصہ بنایا اور دینی کتب بھی انہی دو زبانوں میں لکھیں گویا دینی علوم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فارسی اور عربی زبان میں موجود ہے۔ اس نسبت سے بھی مدارس ان زبانوں کی تدریس کا اہتمام کرتے ہیں۔

عالم کا ۹ سالہ کورس آدھا فارسی اور آدھا عربی زبان کی تدریس اور فقہ و حدیث کی تدریس پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلے تین سال مکمل فارسی زبان و ادب کی تدریس کے ہیں۔ اس میں پہلے سال "گلستان" اور دوسرے سال "بوستان" پڑھائی جاتی ہے۔ جبکہ فارسی گرامر اور اس کے صرف و نحو بھی نصاب کا حصہ ہیں۔ فارسی شعر و شاعری بھی نصاب کا حصہ ہے جس میں شیخ سعدی کی منتخب شاعری اور عطار کی "پندنامہ" خصوصی طور پر پڑھائی جاتی ہیں۔ کیونکہ علماء و فقہاء نے وعظ و نصیحت اور تبلیغِ دین کے لیے فارسی زبان کو اکثر وسیلہ بنایا اس لیے علمِ فقہ کی متعدد کتابیں فارسی زبان میں ہی موجود ہیں۔ عالم کا کورس کرنے والوں کو علمِ فقہ سے روشناس کرانے کے لیے فقہ کی کتاب" مالابد منہ" بھی پڑھائی جاتی ہے۔

راولپنڈی / اسلام آباد کی سرزمین پر بزرگانِ دین نے دین کی اشاعت کے ساتھ ساتھ بالواسطہ طور پر فارسی زبان کی ترویج میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان بزرگانِ دین میں حضرت بری شاہ لطیف (المعروف بری امام)، شاہ چن چراغ اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی زیادہ اہم ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی پنجابی اور فارسی زبان کے اچھے شاعر بھی تھے۔ آپ نے فارسی نثر بھی لکھی جو اس وقت آپ کے قائم کردہ مدرسہ "جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف" کے مختلف کورسسز کا باقاعدہ حصہ ہے۔ آپ کی فارسی تصنیف "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" دینی مباحث اور فارسی زبان کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ عام گفتگو میں پنجابی بولتے تھے مگر آپ کے خطبات فارسی میں ہیں"۔[16] آپ کا قائم کردہ دینی علوم کا مدرسہ آج بھی اشاعتِ علومِ اسلامیہ میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس مدرسہ کے علاوہ بھی راولپنڈی / اسلام آباد میں چند اور بھی ایسے مدارس ہیں جہاں پر باقاعدہ فارسی کی تدریس جاری ہے۔ ان مدارس میں چند اہم درج ذیل ہیں:

- جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد
- جامعہ قمرالاسلام، اسلام آباد
- جامعہ مہر منیر سیکٹر ایف۔۱۱/۱، اسلام آباد
- جامعہ ذوالنورین، کراچی کمپنی، اسلام آباد
- جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی
- جامعہ محمدیہ غوثیہ، راولپنڈی صدر

ان مدارس کے علاوہ فقہ جعفریہ کے بعض مدارس میں بھی فارسی زبان کی تدریس کی جاتی ہے۔ ان مدارس میں ابتدائی ۵ سالہ کورس میں "بوستان" اور "گلستان" کے علاوہ فارسی زبان کی گرامر اور صرف و نحو کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان مدارس میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

- جامعہ اہلِ بیت سیکٹر، ایف۔۷/۴۔ اسلام آباد
- مدرسہ آیت الحکیم، صادق آباد، راولپنڈی

ان مدارس کے علاوہ بہارہ کہو اور سترہ میل میں بھی مدارس موجود ہیں۔ جن میں فارسی کی تدریس نصاب کی سطح پر ہو رہی ہے۔ ان مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دوسرے شہروں میں قائم جامعات اور مدارس یا ایرانی جامعات میں داخلہ لیتے ہیں۔ اسلام آباد میں "جامعہ الکوثر" بھی اعلیٰ تعلیم کا ایک ادارہ موجود ہے۔ اس میں مقرر اور خطیب کے کورسسز میں بھی باقاعدہ فارسی زبان پڑھائی جاتی ہے۔

مجموعی طور پر سبھی دینی مدارس فارسی زبان کی درس و تدریس اور اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں گو کہ یہ کردار نصاب کی سطح تک محدود ہے مگر فارسی زبان کی ترویج کے لیے نہایت اہم ہے۔

مجموعی جائزہ:

زبانوں کا عروج وزوال ان کو بولنے والی قوموں کے عروج وزوال سے منسلک ہوتا ہے۔ جو قوم فاتح بن کر کسی علاقے میں داخل ہوتی ہے وہ اپنی زبان کو بھی فاتح ثابت کرتی ہے۔ فارسی زبان بھی کچھ ایسی ہی عروج وزوال کی داستان سناتی ہے۔ برصغیر میں محمود غزنوی کے آنے سے پہلے کے بھی کئی تاریخی شواہد یہ ثابت کرتے ہیں کہ فارسی ہندوستان کے کچھ حصوں میں پہلے آچکی تھی۔ لیکن محمود غزنوی کے ساتھ اس زبان نے فاتحانہ انداز میں جب سندھ اور بلوچستان میں اپنے قدم رکھے تو فتح و عروج کے یہ قدم عہد بہ عہد بدلتے حکمرانوں اور فتح و شکست کی کہانیوں کو رقم کرتے کرتے آخر ہندوستان کی سرکاری زبان کے عہدے تک جا پہنچے۔ لیکن اس کے پیچھے پیچھے ہی انگریز بھی اس برصغیر میں داخل ہوئے انہوں نے یہاں پر قبضہ کیا اور کئی صدیوں کی حکمران فارسی کی جگہ نئی فاتح زبان انگریزی نے لے لی۔ لیکن اس عرصے میں فارسی زبان نہ صرف یہاں کی

مقامی زبانوں کو متاثر کر چکی تھی بلکہ ایک نئی زبان کی بنیاد بھی رکھ چکی تھی لیکن اس کے باوجود اس کو بولنے اور سمجھنے والے رفتہ رفتہ ہندوستان کی سرزمین سے کم ہونے لگے۔ اس کی ایک وجہ تو انگریزی کا غلبہ تھا اور دوسری سائنسی ترقی مختلف زبانوں کے زوال کا باعث بنی۔ لوگ زبانوں کو سیکھنے کی بجائے سائنسی علوم حاصل کرنے لگے اور کئی دوسری زبانوں کی طرح فارسی کو سیکھنے والے بھی کم ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے علاقوں میں یہ زبان نصاب میں لازمی اور اختیاری مضمون کی صورت میں موجود تھی اور بلوچستان میں تو دری کی صورت میں چند قبائل کی مادری زبان کے روپ میں اس نے اپنا وجود برقرار رکھا۔ لیکن جدید ترقی کا ساتھ نہ نبھاتے ہوئے یہ زبان پیچھے رہ گئی اور سیکھنے والے اذہان سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدانوں کی طرف نکل گئے۔ پاکستان میں کئی بڑے شہروں اور کئی چھوٹے قصبات میں اس زبان کی ترویج کے ادارے آج بھی اس کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔

راولپنڈی / اسلام آباد میں بھی شروع سے ہی کئی ادارے ایسے موجود ہیں جو فارسی کی ترویج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان میں خانۂ فرہنگ راولپنڈی اور مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد نہایت اہم ہیں۔ یہ دونوں ادارے فارسی کی تدریس، فارسی مخطوطات کی اشاعت کے علاوہ فارسی علم و ادب کی نایاب کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اپنے کتب خانوں میں رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان شہروں کے مختلف کالجوں یونیورسٹیوں، سکولوں اور دینی مدارس نے بھی اس کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور کر بھی رہے ہیں۔

ان اداروں کے علاوہ ریڈیو پاکستان، پاکستان ٹیلی ویژن اور ہادی ٹی وی نے بھی فارسی زبان کی ترویج میں اپنا حصہ شامل کیا ہے۔ یہاں کے اخبارات اور رسائل و جرائد نے بھی فارسی کی ترویج و اشاعت کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ کئی جرائد فارسی زبان میں ہی شائع ہوتے ہیں اور بعض دوسری زبانوں میں فارسی کے بارے میں اپنے مضامین شائع کرتے ہیں۔ سہ ماہی "دانش "مرکز تحقیقات فارسی ایران، پاکستان اسلام آباد کا ایک ایسا فارسی جریدہ ہے جس نے فارسی کی اشاعت، ترویج اور تدریس میں صفِ اول کا کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ معارف اور کئی دوسرے جرائد اس زبان کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ راولپنڈی/اسلام آباد کے فارسی ادباء اور شعراء نے بھی اس زبان کی بہت خدمت کی ہے۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی، ڈاکٹر عارف نوشاہی، ڈاکٹر مہر نور محمد خان، ڈاکٹر عون ساجد، ڈاکٹر جواد ہمدانی، افتخار عارف اور انور مسعود جیسے ادباء شعراء نے ان جڑواں شہروں میں فارسی زبان و ادب کی محفلوں کو آباد رکھا ہے۔

ان سب کے باوجود فارسی زبان کی ترویج و اشاعت اور درس و تدریس میں اب بھی کئی مشکلات درپیش ہیں جن کے باعث زبان فارسی، راولپنڈی / اسلام آباد کے ساتھ پورے ملک میں ہی اس مقام پر نہیں پہنچ پا رہی جو اس کا مقام ہونا چاہیے تھا۔ فارسی زبان کی خاطر خواہ ترویج نہ ہونے کی ایک وجہ تو آج کی جدید سائنسی ترقی ہے جو صرف اور صرف انگریزی زبان کے حصول سے ممکن ہے۔ دوسرا فارسی پڑھنے والوں کو شعبہ ہائے زندگی میں کوئی ایسا شعبہ نظر نہیں آتا جو اُن کی معاش کا ذریعہ بن سکے سوائے درس و تدریس کے، لیکن جب اداروں میں فارسی کے طلبہ ہی نہیں تو درس و تدریس کس کی؟

جہاں پر سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس میں فارسی پڑھائی جاتی ہے۔ وہاں بھی فارسی صرف نصابی ضرورت کے تحت اردو میں اردو لب و لہجے کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ جس سے طلبہ امتحان تو پاس کر لیتے ہیں مگر وہ فارسی زبان کو بولنے یا اس میں اپنا اظہارِ مدعا لکھ کر بیان کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

فارسی زبان کی ترویج کے لیے سفارشات:

ان بیان کردہ مسائل پر قابو پانے اور فارسی زبان کی ترویج کے لیے چند سفارشات درج ذیل ہیں:

- سکولوں کے نصاب میں پہلے کی طرح چھٹی جماعت سے فارسی زبان کو شامل کیا جائے

- اردو کے نصاب میں فارسی زبان کی تاریخ اور ادب کے متعلق بھی اسباق شامل ہونے چاہئیں
- اردو گرامر میں بھی فارسی گرامر کو شامل کیا جائے۔ مثلاً اردو اور فارسی کے مصادر اور ان کی پہچان۔ ان مصادر کو دونوں زبانوں کے حوالے سے مختلف زبانوں میں تبدیل کرنے کے طریقے، اردو اور فارسی زبان کے واحد سے جمع بنانے کے اصول و قواعد، اردو فارسی کی تذکیر و تانیث، دونوں زبانوں کے اسماء و ضمائر وغیرہ کو مربوط شکل میں اردو گرامر کا حصہ ہونا چاہیے۔ اس سے طلبہ نہ صرف فارسی زبان سے آگاہ ہوں گے بلکہ اردو میں موجود فارسی الفاظ کو سمجھنے کے بھی قابل ہو سکیں گے
- فارسی پڑھانے والے اساتذہ کو بھی فارسی کی تدریس فارسی لب ولہجہ اور فارسی زبان میں ہی کرنے کا پابند ہونا چاہیے
- طلبہ کی فارسی گوئی کے لیے ان کی لسانی مہارت کو بڑھانے کے اقدامات کیے جائیں
- مختلف شعبہ ہائے زندگی میں فارسی زبان کے حوالے سے بھی شعبے موجود ہوں تا کہ فارسی پڑھنے کے بعد طلبہ کو حصولِ روزگار میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے

ان سب کے علاوہ اگر ہم صحیح معنوں میں فارسی زبان کی ترویج چاہتے ہیں تو ہمیں بحیثیت قوم مشترکہ کوششیں کرنا ہوں گی۔ کیونکہ قومیں ہی ادارے قائم کرتی ہیں اور قوم کے افراد ان اداروں کی ترقی کے ضامن ہوتے ہیں۔ اگر قوم کے افراد ہی محنت اور کوشش کرنا چھوڑ دیں تو ادارے کس کام کے؟

حوالہ جات و حواشی

1 آصفہ زمانی، ڈاکٹر، **قومی یکجہتی میں فارسی کا حصہ** (ایک جائزہ)، مشمولہ "دانش" شمارہ37، ص241۔

2 شبلی، محمد صدیق خان، ڈاکٹر، **اردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ**، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2004ء)، ص13-12۔

3 صفدر، امداد علی شاہ، سید، پروفیسر، **فارسی شاعری کی سوانح عمری**، مشمولہ "دانش"، شمارہ37۔

4 ندوی، محمد ذاکر حسین، **چمنستان فارسی کی آبیاری میں شہر الہ آباد کا حصہ**، مشمولہ "دانش" شمارہ46، ص219۔

5 کرم حیدری، **سرزمین پوٹھوہار**، (راولپنڈی: مکتبہ المحمود، 1980ء)، ص99۔

6 صفدر شاہد، **تحریک پاکستان میں خطۂ پوٹھوہار کا کردار**، (لاہور: پذیرائی پبلیکیشنز، 1997ء)، ص29۔

7 کرم حیدری، **سرزمین پوٹھوہار**، ص18۔

8 ایضاً، ص19۔

9 ایضاً، ص149۔

10 ایضاً، ص85۔

11 انعام الحق جاوید، ڈاکٹر، **بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ**، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1991ء)، ص153۔

12 فیروزالدین، مولوی، **فیروز اللغات** (فارسی) دیباچہ، (لاہور: فیروز سنز، 1952ء)، ص8۔

13 محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر، **خدمات انتشاراتی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان**، مشمولہ، "دانش"، شمارہ74-75، ص146-145۔

14 مہر نور محمد، ڈاکٹر، نقش مرکز تحقیقات فارسی در تحکیم و توسعۂ گروہ زبانِ فارسی در دانشگاہ ملی زبانھای نویں"، مشمولہ، "**دانش**"، شمارہ75-76، ص137۔

15 زاہدہ لودھی، "نقش گروہ زبان فارسی، دانشکدۂ دولتی دخترانہ ستلائٹ تاؤن راولپنڈی، در ترویج زبان فارسی و فرہنگ اسلامی ایران"، مشمولہ "**دانش**" شمارہ108، ص165۔

16 ظہورالدین احمد، ڈاکٹر، "**پاکستان میں فارسی ادب** (جلد پنجم)، (لاہور: ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہ پنجاب، 1990ء)، ص228۔

کتابیات

1 انعام الحق جاوید، ڈاکٹر، **بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ**، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1991ء)

2 شبلی، محمد صدیق خان، ڈاکٹر، **اردو کی تشکیل میں فارسی کا حصہ**، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2004ء)

3 صفدر شاہد، **تحریک پاکستان میں خطۂ پوٹھوہار کا کردار**، (لاہور: پذیرائی پبلیکیشنز، 1997ء)

4 ظہورالدین احمد، ڈاکٹر، **پاکستان میں فارسی ادب** (جلد پنجم)، (لاہور: ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہ پنجاب، 1990ء)

5 فیروزالدین، مولوی، **فیروز اللغات** (فارسی) دیباچہ، (لاہور: فیروز سنز، 1952ء)

6 کرم حیدری، **سرزمین پوٹھوہار**، (راولپنڈی: مکتبہ المحمود، 1980ء)

رسائل

سہ ماہی" **دانش**" (اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان)، شمارہ37، 46، 75-76، 108)